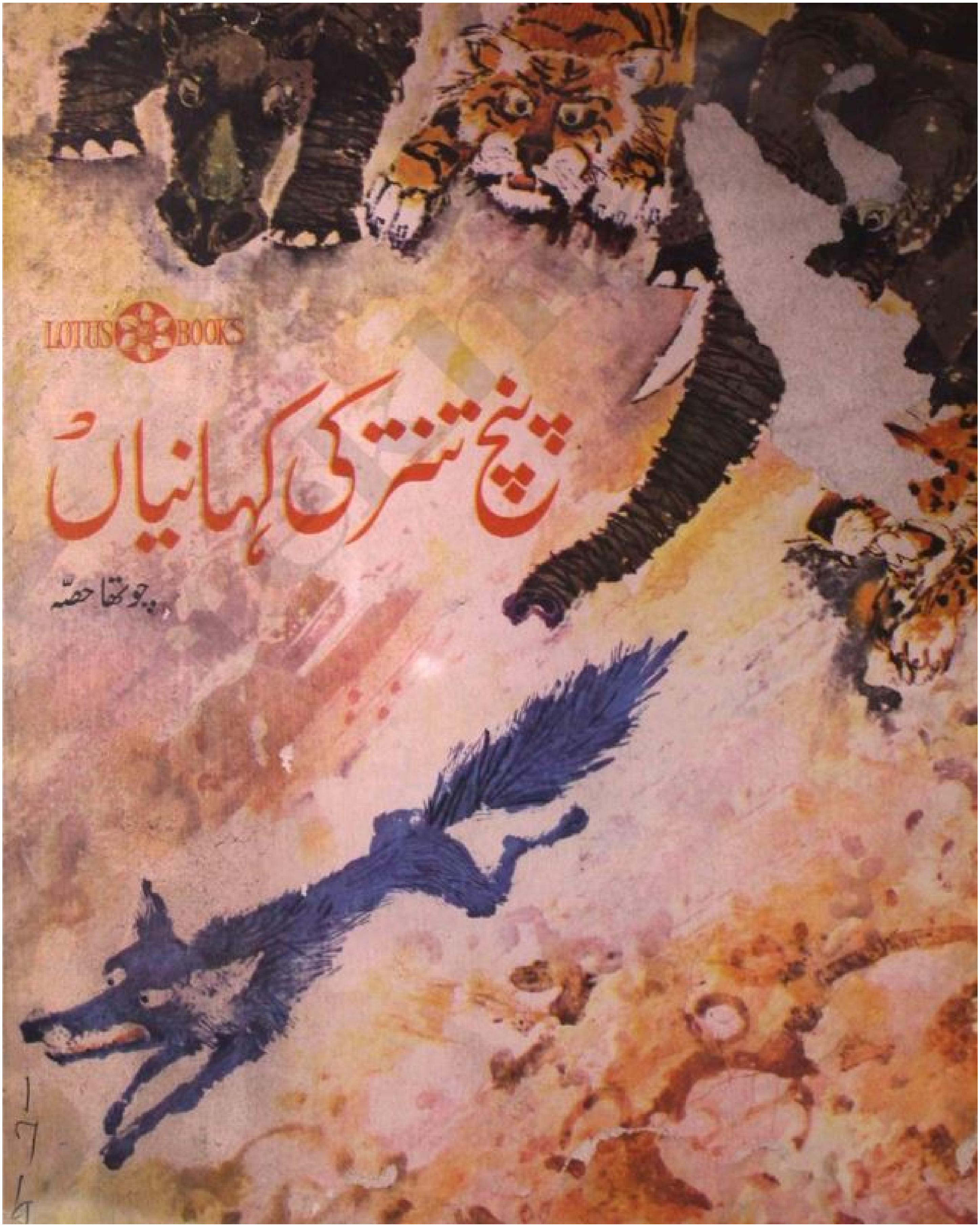

LOTUS BOOKS
پنچ تنتر کی کہانیاں
چوتھا حصہ




پنچ تنتر کی کہانیاں

چوتھا حصّہ

مصنف : شیوکمار
مترجم : ساحر ہوشیارپوری
آرٹسٹ : پلک بسواس





فہرست

قیمت : —— ۷ روپے
باراوّل : ———— ۱۹۷۴
تعداد : ———— ۳ ہزار

پبلشرز : چلڈرنس بُک ٹرسٹ، نہرو ہاؤس، ۴ بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی
برائے ترقیِ اُردو بورڈ، وزارتِ تعلیم، حکومت ہند
پرنٹر : ———— اِندر پرستھ پریس، نئی دہلی

پیش لفظ

حکومتِ ہند نے اُردو زبان میں کتابیں تیار اور شائع کرنے کے لئے ترقیِ اُردو بورڈ قائم کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹیوں، علمی انجمنوں، مصنّفوں، مترجموں، استادوں اور ناشروں کے اشتراک و تعاون سے اُردو میں سائنس کی کتابیں، بچّوں کی ضرورت اور دل چسپی کی کتابیں لکھوائی اور شائع کی جائیں اور ان موضوعات پر دوسری زبانوں کی مستند کتابوں کے ترجمے شائع کیے جائیں۔ اس اسکیم کے تحت چھ سو سے زائد کتابیں تصنیف و تالیف کے مختلف مراحل میں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو وزارتِ تعلیم و سماجی بھلائی کے اہتمام میں چلڈرن بُک ٹرسٹ نئی دہلی کی وساطت سے شائع ہو رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب طالب علموں، استادوں اور ان تمام حلقوں میں پسند کی جائے گی جنہیں ایک قومی زبان کی حیثیت سے اُردو کے فروغ اور ترقی میں دل چسپی ہے۔

(نورالحسن)
وزیرِ تعلیم۔ حکومت ہند

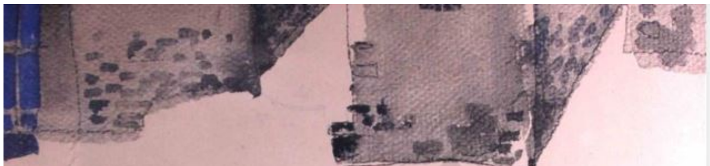
پیش لفظ

حکومتِ ہند نے اُردو زبان میں کتابیں تیار اور شائع کرنے کے لئے ترقیِ اُردو بورڈ قائم کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹیوں، علمی انجمنوں، مصنّفوں، مترجموں، استادوں اور ناشروں کے اشتراک وتعاون سے اُردو میں سائنس کی کتابیں، بچّوں کی ضرورت اور دل چسپی کی کتابیں لکھوائی اور شائع کی جائیں اور ان موضوعات پر دوسری زبانوں کی مستند کتابوں کے ترجمے شائع کیے جائیں۔ اس اسکیم کے تحت چھ سوسے زائد کتابیں تصنیف وتالیف کے مختلف مراحل میں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو وزارتِ تعلیم وسماجی بھلائی کے اہتمام میں چلڈرن بک ٹرسٹ نئی دہلی کی وساطت سے شائع ہورہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب طالب علموں، استادوں اور ان تمام حلقوں میں پسند کی جائے گی جنہیں ایک قومی زبان کی حیثیت سے اُردو کے فروغ اور ترقی میں دل چسپی ہے۔

(نورالحسن)

وزیرِ تعلیم۔ حکومت ہند



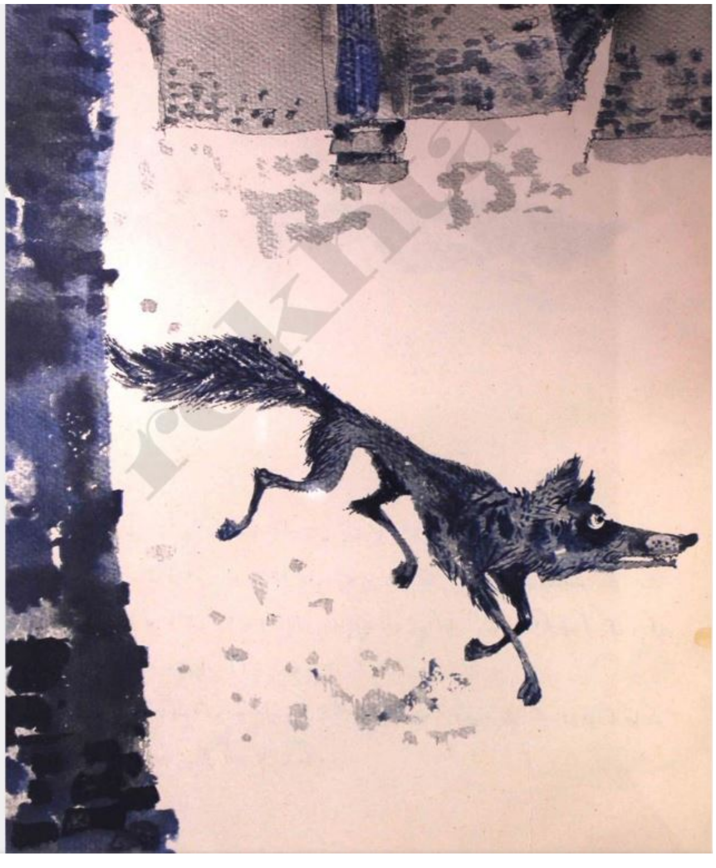
نیلا گیدڑ

ایک دفعہ ایک گیدڑ کھانے کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ وہ دن بھی اس کے لئے کتنا منحوس تھا۔ اسے دن بھر بھوکا ہی رہنا پڑا۔ وہ بھوکا اور تھکا ہارا چلتا رہا۔ راستہ ناپتا رہا۔ بالآخر لگ بھگ دن ڈھلے وہ ایک شہر میں پہنچا۔ اسے یہ بھی احساس



تھا کہ ایک گیدڑ کے لئے شہر میں چلنا پھرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ لیکن بھوک کی شدّت کی وجہ سے یہ خطرہ مول لینے پر مجبور تھا۔ "مجھے بہرحال کھانے کے لئے کچھ نہ کچھ حاصل کرنا ہے۔" اس نے اپنے دل میں کہا۔ "لیکن خدا کرے کہ کسی آدمی یا کتّے سے دوچار ہونا نہ پڑے۔"

اچانک اس نے خطرے کی بو محسوس کی۔ کتّے بھونک رہے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔





وہ ڈر کر بھاگا۔ لیکن کتوں نے اُسے دیکھ لیا اور اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ کتوں سے پیچھا چُھڑانے کے لئے گیدڑ تیز بھاگنے لگا لیکن کتے اس کے قریب پہنچ گئے۔ گیدڑ جلدی سے ایک مکان میں گُھس گیا۔ یہ مکان ایک رنگریز کا تھا۔ مکان کے صحن میں نیلے رنگ سے بھرا ہوا ایک ٹب رکھا ہوا تھا۔ گیدڑ اس ٹب میں جا گِرا۔



کتوں نے گیدڑ کو ڈھونڈنے کی لاکھ کوشش کی مگر اس کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ کتے ہار کر واپس چلے گئے۔ گیدڑ اس وقت تک ٹب میں چھپا رہا جب تک کتوں کے چلے جانے کا اس کو یقین نہ ہوگیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ٹب سے باہر نکل آیا۔ وہ پریشان تھا کہ اب وہ کیا کرے۔ اس نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ کوئی آدمی یا کتا دیکھ لے جنگل واپس چلنا چاہیئے۔

وہ جلدی جلدی جنگل واپس آیا۔ جن جانوروں نے اسے دیکھا،

ڈر کر بھاگے۔ آج تک انھوں نے اس رنگ کا جانور نہیں دیکھا تھا۔

گیدڑ بھانپ گیا کہ سبھی جانور اس سے ڈر رہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔ وہ چیخ چیخ کر جانوروں کو پکارنے لگا۔ "ٹھیرو۔ دم لو۔ کہاں جاتے ہو؟ یہاں آؤ۔ میری بات سنو۔"

سارے جانور رُک کر گیدڑ کو تاکنے لگے۔ اس کے پاس جاتے ہوئے وہ اب بھی ڈر رہے تھے۔ گیدڑ پھر چلّا کر بولا۔ "آؤ میرے پاس آؤ۔ اپنے سبھی دوستوں کو بُلا لاؤ۔ مجھے تم سب سے ایک ضروری بات کہنا ہے۔"

ایک ایک کرکے سبھی جانور نیلے گیدڑ کے پاس پہنچے۔ چیتے، ہاتھی، بندر، خرگوش، ہرن۔ غرض سبھی جنگلی جانور اس کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔





چالاک گیدڑ نے کہا کہ "مجھ سے ڈرو نہیں۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ خدا نے مجھے تمہارا بادشاہ بناکر بھیجا ہے میں ایک بادشاہ کی طرح سب کی حفاظت کروں گا۔"

سب جانوروں نے اس کی بات کا یقین کرلیا اور اس کے سامنے سر جھکاکر بولے "ہمیں آپ کی بادشاہت قبول ہے۔ ہم اس خدا کے بھی شکرگزار ہیں جس نے آپ کو ہماری حفاظت کی ذمہ داری سونپ دی ہے۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔"



نیلے گیدڑ نے کہا۔ "تمہیں اپنے بادشاہ کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنی ہوگی۔ تم مجھے ایسے کھانے کھلایا کرو جو بادشاہ کھاتا ہے۔" "ضرور حضور والا!" تمام جانوروں نے ایک ہی آواز میں کہا۔ "ہم دل و جان سے اپنے بادشاہ کی خدمت کریں گے۔ فرمایئے اس کے علاوہ ہمیں اور کیا کرنا ہوگا؟"

"تمہیں اپنے بادشاہ کا وفادار رہنا ہے۔" نیلے گیدڑ نے جواب دیا۔ "تبھی تمہارا بادشاہ تمہیں دشمنوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔"

گیدڑ کی اس بات نے سبھی جانوروں کی تسلّی کردی۔ وہ اس کے لئے قِسم قِسم کے مزیدار کھانے لانے لگے اور اس کی خاطر مدارات کرنے لگے۔

گیدڑ اب بادشاہ کی طرح رہنے لگا۔ سب جانور روزانہ اس کی خدمت میں حاضر ہوکر اسے سلام کرتے اپنی مشکلیں اسے بتاتے۔ بادشاہ ان کی باتوں کو سنتا اور ان کی مشکلوں کا حل بتاتا۔

ایک دن جب بادشاہ دربار میں بیٹھا تھا تو دور سے کچھ شور سنائی دیا۔ یہ گیدڑوں کے غول کی آواز تھی۔ اب اپنے بھائیوں کی آواز سُنی تو بہت خوش ہوا اور خوشی کے آنسوؤں سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اسے اپنی بادشاہت کا بھی خیال نہ رہا اور اپنا سر اٹھاکر اس نے بھی گیدڑوں کی طرح بولنا شروع کردیا۔





اس کا بولنا تھا کہ جانوروں پر اس کی اصلیت کُھل گئی۔ انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ رنگا ہوا سیار ہے۔ اس نے انہیں دھوکے میں رکھا ہے۔ سب جانور مارے غصّہ کے اُسے پھاڑ کھانے کے لئے اس پر چڑھ دوڑے۔ لیکن گیدڑ نے تو پہلے ہی سے بھاگنا شروع کردیا تھا۔ وہ بھاگتا گیا تیز اور تیز اور آخرکار سب کی پہنچ سے باہر ہوگیا۔ اور اس طرح اس کی جان بچی۔



برہمن اور بکری



ایک دفعہ ایک برہمن کو دان میں ایک بکری ملی۔ بکری کو اپنے کندھوں پر لاد کر برہمن اپنے گھر کو روانہ ہوا۔ تین ٹھگوں نے برہمن کو بکری لے جاتے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ تینوں بھوکے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح بکری ہتھیاکر ہڑپ کرجائیں۔

"بکری خاصی موٹی تازی ہے"، ان میں سے ایک نے کہا۔



”ہاں “ دوسرا بولا۔” یہ بکری ہم تینوں کے لئے بڑھیا خوراک بن سکتی ہے۔ لیکن اسے حاصل کیسے کیا جائے؟ ویسے تو دے گا نہیں یہ برہمن۔“

”سنو “، تیسرے ٹھگ نے کہا۔” مجھے ایک تجویز سوجھی ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے دوسرے دو ٹھگوں کے کان میں کچھ کہا۔ وہ دونوں کھل کھلاکر ہنس پڑے۔ پھر تینوں کودتے پھاندتے ہوئے آگے نکل گئے۔

برہمن چلتا جارہا تھا۔ اچانک ایک ٹھگ کہیں سے نکلا اور برہمن کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

” مہاراج۔“ ٹھگ نے نرمی سے کہا۔” آپ ایک کتّے کو اپنے کندھوں پر کیوں اٹھائے لے جارہے ہیں؟“ برہمن تو کتّے کو یقیناً ناپاک اور نحس

سمجھتے ہیں۔ مجھے تو ایک برہمن کے کندھوں پر کتّا دیکھ کر حیرت سی ہو رہی ہے۔“

” کتا!“ برہمن چلاّیا۔” تم کیا بک رہے ہو، کیا تم اندھے ہو۔ یہ تو بکری ہے۔ جو مجھے ابھی ابھی دان میں ملی ہے۔“

” حضور مجھ سے خفا نہ ہوں۔“ ٹھگ نے نرمی سے کہا ” میں تو وہی عرض کر رہا ہوں جو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے کچھ نہیں کہنا ہے۔ میری خطا معاف کیجئے حضور۔“ اتنا کہہ کر ٹھگ نو دو گیارہ ہوگیا۔

برہمن غصے میں بڑبڑاتا ہوا چلتا رہا۔ تھوڑی ہی دور سڑک پر دوسرا



ٹھگ برہمن سے آٹکرایا۔ اس نے پہلے برہمن کو اور پھر بکری کو دیکھا۔

"پنڈت جی" ٹھگ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا "آپ کو ایک مُردہ بچھڑا اپنے کندھوں پر نہیں اٹھانا چاہیئے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ برہمن کے لئے ایک مُردہ جانور کو اٹھائے پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔"

"مُردہ جانور۔ مُردہ بچھڑا؟" برہمن نے چلاّ کر کہا۔ "یہ کیا بیہودگی ہے؟ کیا تم اندھے ہو؟ کیا تم دیکھ کر بھی زندہ بکری پہچان نہیں سکتے؟





یہ تو ایک بکری ہے جو مجھے ابھی ابھی دان میں ملی ہے۔"

"آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں حضور۔" دوسرے ٹھگ نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔ "اگر آپ بچھڑے کو لے جانا ہی چاہتے ہیں چاہے وہ مُردہ ہو یا زندہ تو مجھے اس سے کیا سروکار۔ میں اور کچھ نہیں کہتا۔ جو آپ کی مرضی۔"

برہمن بدستور چلتا رہا۔ اب وہ کچھ فکرمند سا ہوگیا تھا۔ کبھی کبھی وہ بکری کی طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا اور اسے وہ بکری ہی نظر آرہی تھی۔

لیکن جلد ہی تیسرا ٹھگ اس سے آ ملا۔ "گستاخی معاف حضور۔" تیسرے ٹھگ نے کہا "میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں بہت ہی نامناسب ہے۔"

"نامناسب ؟" برہمن نے پوچھا۔ "کیا نامناسب ہے ؟"
"ایک مقدّس ہستی کے لئے ایک گدھے کو اٹھائے پھرنا نامناسب ہے حضور۔ برہمن کے لئے ایسے ناپاک جانور کو چھونا بھی جائز نہیں، یہ تو آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ آپ کی اس حرکت پر کسی اور کی نظر پڑے آپ اسے پھینک دیجیے، حضور۔"

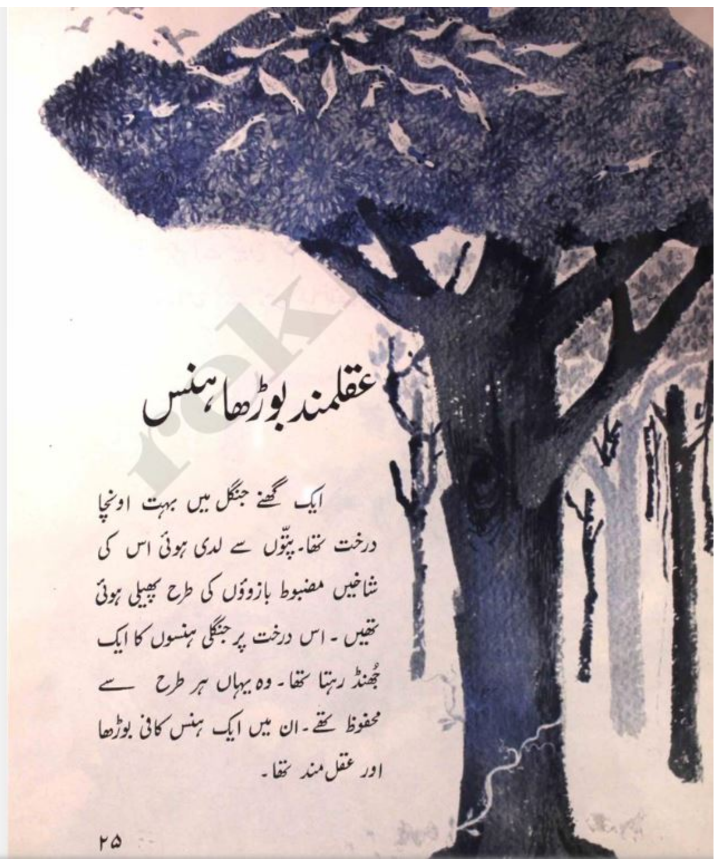
اب برہمن الجھن میں پڑگیا۔ غصّے کی بجائے سخت پریشان تھا۔ یہ تیسرا شخص تھا جو اس سے ملا تھا۔ اور تینوں نے بکری کو ایک مختلف شکل میں دیکھا تھا۔ پہلے نے کتّے کی شکل میں۔ دوسرے نے مُردہ بچھڑے کی شکل میں اور اب تیسرے نے اسے گدھے کی صورت میں۔





"کہیں یہ بکری بھوت یا چڑیل تو نہیں ؟ جو ہر چند منٹ کے بعد اپنی صورت بدل دیتی ہے ؟ غالباً ان آدمیوں کا خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔"

مارے خوف کے برہمن نے بکری کو زمین پر پھینک دیا اور سر پر پاؤں رکھ کر اپنے گھر کی جانب بھاگا۔ ٹھگ نے بکری کو اٹھالیا اور اپنے دوستوں کی جانب تیزی سے لپکا۔ وہ اپنی چال کی کامیابی پر بہت خوش تھے۔ اس طرح انہیں بڑا مزیدار کھانا ملا۔



عقلمند بوڑھا ہنس

ایک گھنے جنگل میں بہت اونچا درخت تھا۔ پتّوں سے لدی ہوئی اس کی شاخیں مضبوط بازوؤں کی طرح پھیلی ہوئی تھیں۔ اس درخت پر جنگلی ہنسوں کا ایک جُھنڈ رہتا تھا۔ وہ یہاں ہر طرح سے محفوظ تھے۔ ان میں ایک ہنس کافی بوڑھا اور عقل مند تھا۔

ایک دن اس عقل مند ہنس نے درخت کی جڑ میں ایک بیل دار پودا دیکھا۔ اُس نے دوسرے پرندوں سے اس کا ذکر کیا۔

"کیا تم اس بیل کو دیکھ رہے ہو؟" اس نے دوسرے پرندوں سے کہا۔ "اسے ختم کردو۔"

"ہم اسے کیوں ختم کردیں؟" ہنسوں نے حیرانی سے پوچھا۔ "یہ بہت ہی چھوٹا ہے۔ اس سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟"



"دوستو!" عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔ "یہ بیل جلد ہی بڑی ہوجائے گی
اور رفتہ رفتہ ہمارے درخت پر چڑھنا شروع کردے گی۔ پھر یہ گھنی اور مضبوط
ہوجائے گی۔"
"پھر کیا ہوگا؟" ہنسوں نے پوچھا۔ "یہ بیل ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے؟"
"کیا تم اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے؟" عقل مند بوڑھے ہنس نے جواب
دیا۔ "اِس بیل کی مدد سے کوئی بھی ہمارے درخت پر چڑھ سکتا ہے۔ کوئی





شکاری ایسا کرسکتا ہے اور ہم سب کو جان سے مار سکتا ہے۔"
"خیر ایسی جلدی بھی کیا ہے۔" انہوں نے جواب دیا۔ "یہ بیل بہت ہی
چھوٹی ہے۔ اسے ابھی سے تباہ کرنے پر ہمیں دُکھ ہوگا۔"
"اس بیل دار پودے کو ابھی سے تباہ کردو۔" عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔
ابھی تو یہ نرم ہے اور تم آسانی سے اسے کاٹ سکتے ہو۔ اس کے بعد یہ سخت
ہوجائے گی اور تم اسے کاٹ نہیں سکوگے۔"
"دیکھا جائے گا۔ دیکھا جائے گا۔" ہنسوں نے جواب دیا۔
لیکن انہوں نے بیل کو نہیں کاٹا۔ وہ عقل مند بوڑھے ہنس کے مشورے
کو بھول گئے۔ بیل روز بروز بڑھنے لگی اور درخت پر چڑھتی گئی۔ وقت گزرتا
گیا اور بیل مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئی۔ آخرکار وہ ایک موٹے رسّے کی



طرح مضبوط ہوگئی۔

ایک صبح جب ہنسوں کا جُھنڈ دانے کی تلاش میں گیا ہوا تھا تو ایک شکاری ان کے درخت کے پاس آپہنچا۔

"تو یہ ہے وہ جگہ جہاں ہنس رہتے ہیں،" شکاری نے دل ہی دل میں کہا۔ "شام کو جب وہ لوٹیں گے تو میں انہیں اپنے جال میں پھنسا لوں گا۔"

شکاری اِس بَل کھائی ہوئی بیل کے ذریعے درخت پر چڑھ گیا۔ درخت کی

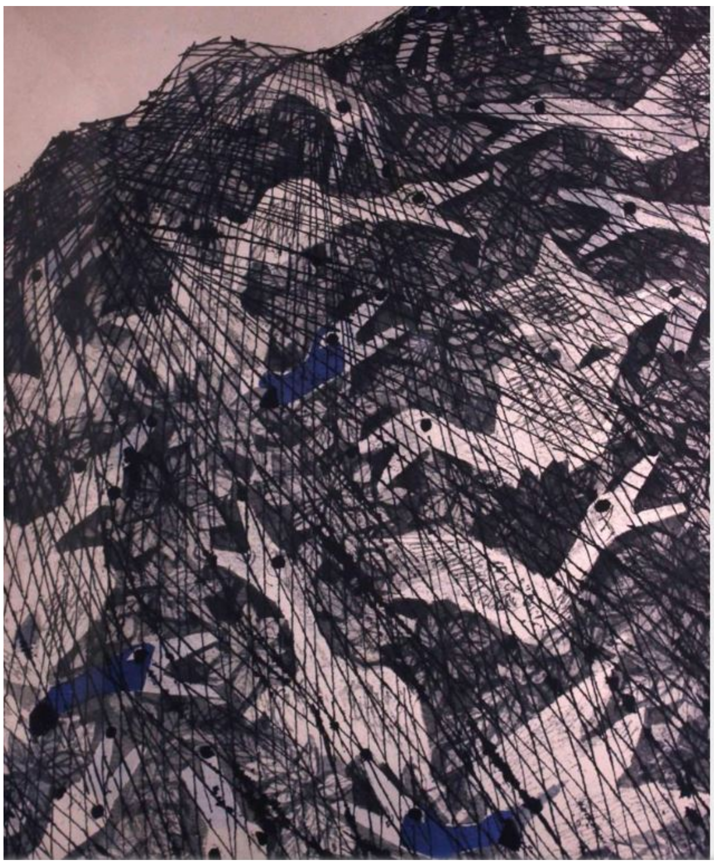


چوٹی پر پہنچ کر اس نے اپنا جال بِچھا دیا۔ پھر وہ نیچے اُتر آیا اور چلا گیا۔

شام کو جب ہنس واپس آئے تو شکاری کا جال اُنہیں دکھائی نہیں دیا۔ وہ جیسے ہی درخت پر بیٹھے ویسے ہی جال میں پھنس گئے۔ انہوں نے بہت کوشش کی لیکن وہ جال سے نکل نہ سکے۔

"بچاؤ۔ بچاؤ۔" ہنس گڑگڑائے۔ "ہم شکاری کے جال میں پھنس گئے ہیں۔ آہ اب کیا کریں؟"

"اب اس طرح شور و غل نہ مچاؤ۔" عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔ "بہت پہلے ہی میں نے تمہیں بیل کاٹنے کو کہا تھا لیکن تم نے میری ایک نہ

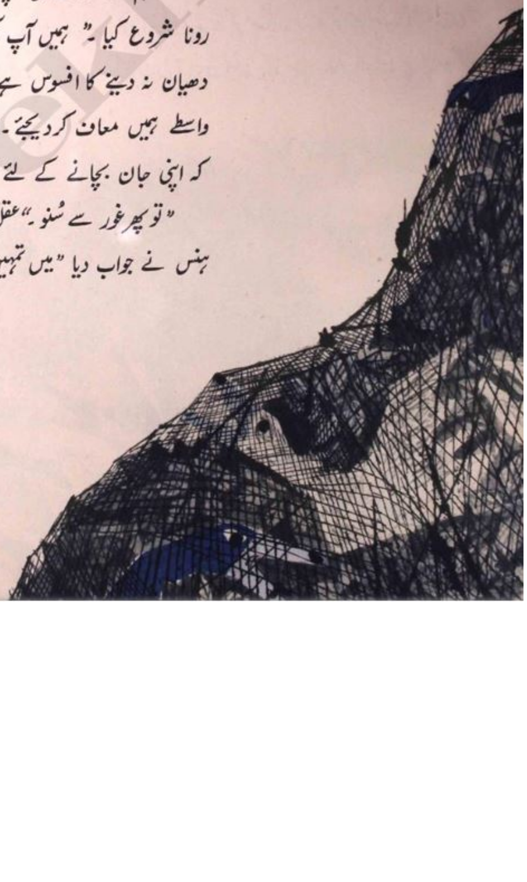




سُنی۔ اب اس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ کل صبح تک شکاری واپس آئے گا۔ وہ بیل ہی کی مدد سے اوپر چڑھے گا اور ہم سب کو مار ڈالے گا۔"

"ہم نے حماقت کی۔" پرندوں نے رونا شروع کیا۔ "ہمیں آپ کی بات پر دھیان نہ دینے کا افسوس ہے۔ خدا کے واسطے ہمیں معاف کردیجئے۔ اور بتائیے کہ اپنی جان بچانے کے لئے ہم کیا کریں؟"

"تو پھر غور سے سُنو۔" عقل مند بوڑھے ہنس نے جواب دیا "میں تمہیں بتاتا ہوں



تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔"

"بتائیے خدارا بتائیے۔" تمام ہنس چلاّئے۔

"صبح جب شکاری آئے۔" عقل مند بوڑھے ہنس نے کہا۔ "تو تم سب ایسے بن جانا جیسے مُردہ ہو۔ بس دم سادھے لیٹے رہنا۔ شکاری مُردہ پرندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ ہمیں ایک ایک کرکے زمین پر پھینک دے گا۔ تاکہ نیچے آکر ہمیں اکٹھا کرکے گھر لے جائے۔ جب وہ آخری پرندے کو پھینک دے تو ہم سب اُڑ جائیں۔"

صبح کو شکاری درخت کے پاس آیا اور بیل کے سہارے درخت پر چڑھ گیا۔



اس نے جال میں پھنسے ہنسوں کو دیکھا۔ سبھی پرندے مُردہ لگ رہے تھے۔ شکاری نے ایک ایک کرکے پرندوں کو جال سے نکالا اور زمین پر پھینکنے لگا۔ پرندے چپ سادھے پڑے رہے۔ جب آخری پرندہ زمین پر پہنچا تو یکایک تمام پرندے زندہ ہوگئے اور اُٹھ کر اُڑ گئے۔

شکاری نیچے آیا۔ وہ پرندوں کے بچ نکلنے کی ترکیب پر بہت حیران ہوا۔



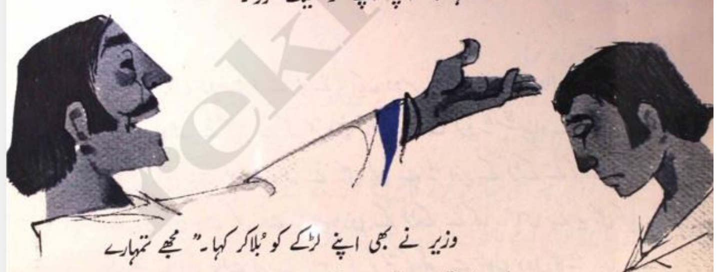


چور کی قربانی

بہت دنوں کی بات ہے تین کم عمر لڑکے ایک جگہ رہتے تھے۔ وہ بڑے گہرے دوست تھے۔ ان میں سے ایک شہزادہ تھا جو بادشاہ کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ دوسرا وزیر کا لڑکا تھا اور تیسرا ایک امیر بیوپاری کا لڑکا تھا۔ یہ تینوں دوست ہمیشہ اکٹھا رہا کرتے تھے۔ انہیں پڑھنے لکھنے سے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی اور نہ ہی وہ کوئی اور کام کرتے۔ بس کھیل کود میں ان کا وقت کٹ جاتا تھا۔ ایک دن

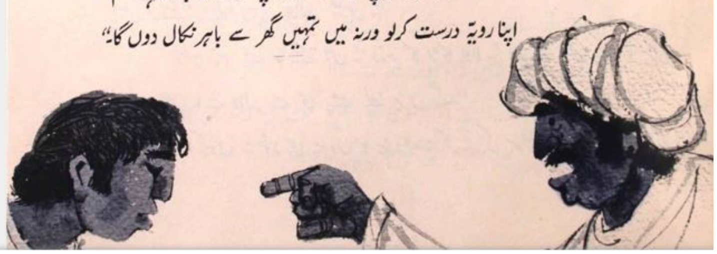


بادشاہ نے اپنے لڑکے کو بلاکر کہا۔ "تم اپنا وقت ضائع کررہے ہو۔ اپنے آپ کو ٹھیک کرو۔"



وزیر نے بھی اپنے لڑکے کو بُلاکر کہا۔ "مجھے تمہارے طور طریقے پسند نہیں۔ تم اپنے طریقے بدلو۔"

اسی طرح بیوپاری نے بھی اپنے لڑکے کو بلاکر کہا۔ "تم اپنا رویّہ درست کرلو ورنہ میں تمہیں گھر سے باہر نکال دوں گا۔"





تینوں دوست اکٹھے ہوئے۔ ایک دوسرے کو اپنے اپنے والد کی باتیں بتائیں۔

"میرے والد نے کہا ہے کہ تم اپنی حالت درست کرو۔" شہزادے نے کہا۔

"بالکل یہی بات میرے والد نے بھی کہی ہے۔" وزیر کے لڑکے نے کہا۔ "میرے باپ نے بھی یہی بات کہی ہے۔" بیوپاری کے لڑکے نے کہا۔ "اس نے یہ بھی کہا ہے اگر تم نے اپنی حالت درست نہیں کی تو تم کو گھر سے نکال دوں گا۔"

"یہ بہت بُری بات ہے۔" شہزادے نے کہا۔ "ہم ایسی باتیں برداشت نہیں کرسکتے۔ چلو کہیں بھاگ چلیں۔"

"لیکن ہم کیسے جاسکتے ہیں۔" وزیر کا لڑکا بولا۔ "ہمارے پاس پیسے تو ہیں نہیں۔ ہمیں اپنے والد سے ہی پیسے لینے پڑیں گے۔"

"ہم کیوں نہ خود ہی پیسوں کا بندوبست کرنے کی سوچیں۔" بیوپاری کے



لڑکے نے مشورہ دیا۔

"یہاں سے کچھ ہی دور ایک پہاڑ ہے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ہیرے اور قیمتی پتھر پائے جاتے ہیں۔"

"تو پھر چلو اسی پہاڑ پر چڑھ جائیں۔" شہزادے نے کہا۔ "اگر ہمیں ہیرے اور قیمتی پتھر مل جائیں تو ہم اپنے والد کی امداد کے بغیر ہی زندگی گزار سکتے ہیں۔"

تینوں دوست سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں انہوں نے ایک چوڑا دریا پار کیا اور ایک گھنے جنگل سے گزرے۔ آخر کار وہ پہاڑ تک پہنچے اور اس کی چوٹی پر چڑھ گئے ان کی قسمت نے ساتھ دیا اور ہر ایک کو ایک ایک بیش قیمت ہیرا مل گیا۔

"اب ہم واپس چلیں۔" انہوں نے کہا۔

جب وہ پہاڑ سے نیچے اُتر کر آئے تو انہیں راستے کی دشواری کا خیال آیا۔ انہیں ایک بار پھر گھنے جنگل سے گزرنا ہوگا۔

"جنگل میں چور اور ڈاکو بھی ہیں۔" بیوپاری کے لڑکے نے کہا۔ "وہ ہمیں جان سے مار کر ہمارے ہیرے چھین لیں گے۔"

"یہ ٹھیک ہے۔" شہزادے نے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ہیروں کو حفاظت سے گھر تک لے جانے کی ترکیب سوچنا چاہیے۔"

"میں بتا سکتا ہوں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔" وزیر کا لڑکا بولا۔ "جنگل میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں ہیروں کو نِگل لینا چاہیئے۔ ہم انہیں اپنے پیٹ کے اندر حفاظت سے رکھ کر لے جاسکیں گے۔"

"یہ اچھا خیال ہے۔" شہزادے نے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ "کسی کو خبر نہیں ہوگی کہ ہیرے کہاں ہیں۔"

جنگل کے نزدیک پہنچ کر وہ کھانا کھانے بیٹھے اور کھانے کے ساتھ ہیرے بھی نِگل گئے۔



اتفاق سے ایک چور ان کا پیچھا کرتا آرہا تھا۔ اس نے ان کی بات چیت سن لی تھی اور انہیں ہیرے نگلتے بھی دیکھ لیا تھا۔

چور خوش تھا۔ اس نے کہا کہ "تینوں دوستوں کو ختم کرکے خود ہیروں پر قبضہ کرلے گا۔"

تینوں دوست جنگل میں داخل ہونے ہی والے تھے کہ چور نے انہیں جالیا اور کہنے لگا "میرے مالکو! سامنے ایک گھنا جنگل ہے مجھے اس میں سے اکیلا گزرتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔ کیا میں آپ کے ساتھ سفر کرسکتا ہوں؟"

تینوں نے اسے اپنے ساتھ سفر کرنے کی اجازت دے دی۔ اپنے ساتھ ایک اور آدمی کو شامل پاکر انہیں خوشی ہوئی۔ جنگل ہی میں ایک گاؤں پڑتا تھا۔



گاؤں کے مکھیا کے پاس ایک طوطا تھا۔



وہ اپنے طوطے سے بڑا پیار کرتا تھا۔ مکھیا اس کی زبان اچھی طرح سمجھتا تھا اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ طوطا ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے۔

چاروں آدمی گاؤں آپہنچے۔ وہ مکھیا کے گھر کے پاس سے گزرے۔ جونہی وہ وہاں سے گزرے طوطا بولنے لگا "مسافروں کے پاس ہیرے ہیں۔" وہ چلاّکر کہنے لگا۔ "مسافروں کے پاس ہیرے ہیں۔"



مکھیا نے طوطے کی بات سُن لی۔ وہ ہیرے خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے فوراً ہی مسافروں کو پکڑ لانے کے لئے

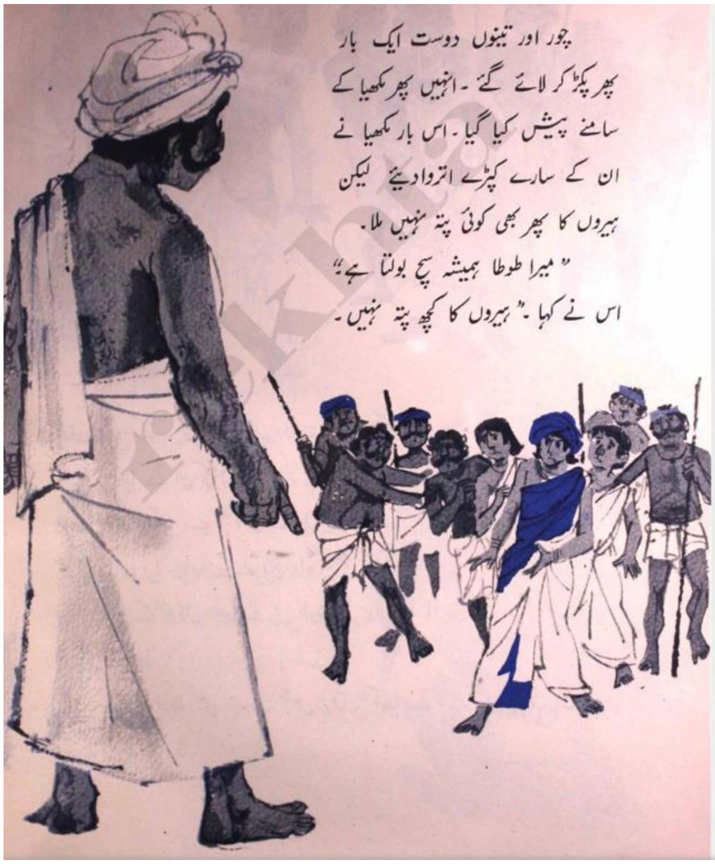


آدمی روانہ کیے۔ چور اور تینوں دوست مکھیا کے پاس لائے گئے۔

مکھیا نے ان کی تلاشی لی۔ لیکن اسے ہیرے کہیں نہ ملے۔ "اس بار میرا طوطا دھوکا کھا گیا ہے۔" اس نے دل میں سوچا۔ اس نے مسافروں کو رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ چاروں نے اپنی راہ پکڑی۔

ان کے گاؤں چھوڑتے ہی طوطا پھر بولا۔ "مسافروں کے پاس ہیرے ہیں،" وہ چیخ کر بولا۔

"میرا طوطا کبھی جھوٹ نہیں بولتا،" مکھیا نے کہا۔ "مسافروں کے پاس ہیرے یقیناً ہیں۔"



چور اور تینوں دوست ایک بار پھر پکڑ کر لائے گئے۔ انہیں پھر مکھیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس بار مکھیا نے ان کے سارے کپڑے اتروا دیئے لیکن ہیروں کا پھر بھی کوئی پتہ نہیں ملا۔

"میرا طوطا ہمیشہ سچ بولتا ہے،" اس نے کہا۔ "ہیروں کا کچھ پتہ نہیں۔"



شاید تم نے انہیں نگل رکھا ہے۔" چور اور تینوں دوست خاموش رہے۔

"میں جانتا ہوں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔" مکھیا کہتا رہا۔ "کل صبح تمہارے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ پھر مجھے ہیرے مل جائیں گے۔"

مکھیا نے چاروں مسافروں کو ایک کمرے میں بند کرواکر تالا لگوادیا اور کچھ آدمیوں کو ان کی نگرانی پر مقرر کردیا۔

انہیں بھلا نیند کیا آتی۔ سب کے سب بُری طرح ڈرے ہوئے تھے۔ اگلی صبح جو بھیانک انجام ہونے والا تھا وہ رات بھر اسی کے بارے میں سوچتے رہے۔

چور بیٹھا سوچتا رہا۔ "میرے پیٹ میں تو کوئی ہیرا نہیں۔" اس نے دل ہی دل میں کہا۔ "میں مکھیا سے کہوں گا کہ پہلے میرا پیٹ پھاڑ کر دیکھے تو اسے کوئی ہیرا نہیں ملے گا۔ پھر وہ سمجھے گا کہ ہم میں سے کسی کے پاس ہیرے نہیں ہیں اور وہ باقی تینوں کو چھوڑ دے گا۔ مجھے تو بہرحال مرنا ہے تو کیوں نہ میں ان تین نوجوانوں کی جان بچالوں۔"

صبح ہوئی تو مکھیا مسافروں کے پیٹ چاک کرنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ چور نے مکھیا سے عاجزی سے کہا "مجھ سے اپنے پیارے بھائیوں کی موت دیکھی نہیں جائے گی۔" اس نے کہا اس لئے مہربانی کرکے سب سے پہلے میرا پیٹ پھاڑ کر دیکھ لیجیے۔"

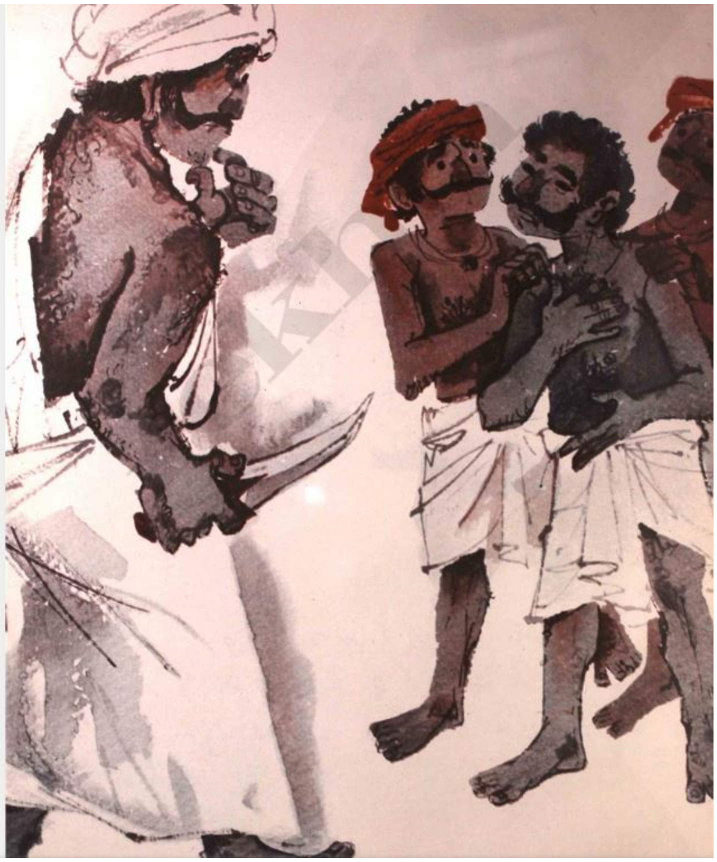
بھلا مکھیا کو اس سے کیا انکار ہو سکتا تھا۔ وہ راضی ہوگیا۔

چور کا پیٹ پھاڑ کر دیکھا گیا تو اس میں کوئی ہیرا نہیں تھا۔

"آہ۔" وہ چیخا۔ "میں نے ناحق اس شخص کا خون کیا ہے۔ میرے طوطے سے غلطی ہوئی ہے۔"



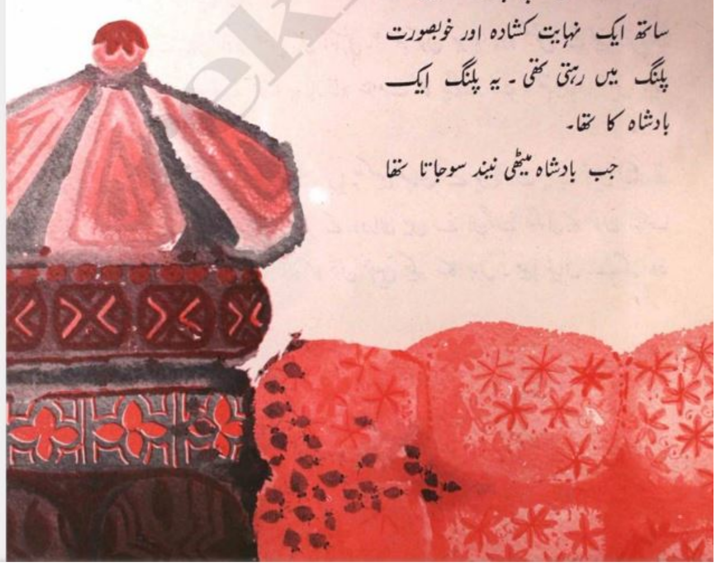
مکھیا نے تینوں دوستوں کو آزاد کر دیا۔ انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ بعد میں ہیرے بیچ کر وہ بہت مالدار بن گئے۔ لیکن انہوں نے اس چور کو ہمیشہ یاد رکھا جس نے اپنی جان دے کر ان کی جان بچائی تھی۔



مہمان

بہت زمانہ ہوا ایک مادہ کھٹمل تھی اس کے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں تھیں اور ان کی اپنی بھی کافی اولاد تھی۔ مادہ کھٹمل اپنے پورے خاندان کے ساتھ ایک نہایت کشادہ اور خوبصورت پلنگ میں رہتی تھی۔ یہ پلنگ ایک بادشاہ کا تھا۔

جب بادشاہ میٹھی نیند سوجاتا تھا



تو کھٹمل اور اس کا پریوار بادشاہ کا خون چوسا کرتا تھا۔ اسی طرح ان کی زندگی ہنسی خوشی گزر رہی تھی۔

ایک دن ایک مچھّر اڑ کر کمرے میں آگیا۔ اس نے بادشاہ کا پلنگ دیکھا جو بہت ہی نرم اور شاندار تھا۔ "کتنا قیمتی اور آرامدہ پلنگ ہے۔" اس نے دل ہی دل میں کہا۔ پھر وہ پلنگ پر بیٹھ گیا اور پلنگ پر بکھری ہوئی لطیف خوشبو کا مزا لیتا رہا۔

اتنے میں مادہ کھٹمل بھی آپہنچی۔ "تم کون ہو؟" مادہ کھٹمل نے مچھر سے پوچھا۔ "تم کہاں سے آتے ہو؟ یہ بادشاہ سلامت کا پلنگ ہے۔ تم یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔ فوراً دفع ہوجاؤ۔"

"محترمہ۔" مچھّر نے جواب دیا۔ "کسی مہمان سے یوں بات چیت نہیں کیا کرتے۔ میں تو ایک مسافر ہوں اور سفر کے دوران میں نے ان گنت لوگوں کا خون چکھا ہے لیکن اب تک کسی بادشاہ کا خون نہیں چکھ سکا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ

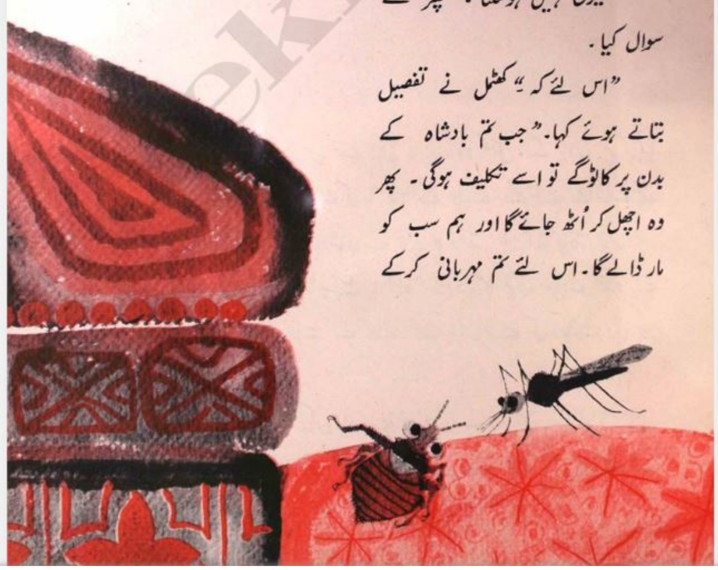


شہد کی طرح ہوگا۔ اب مجھے اپنا مہمان سمجھتے ہوئے بادشاہ سلامت کا خون چکھنے کی اجازت دو۔"

"نہیں"، کھٹمل نے چیخ کر کہا۔ "ایسا نہیں ہوسکتا۔"

"کیوں نہیں ہوسکتا؟" مچھر نے سوال کیا۔

"اس لئے کہ"، کھٹمل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "جب تم بادشاہ کے بدن پر کاٹوگے تو اسے تکلیف ہوگی۔ پھر وہ اچھل کر اُٹھ جائے گا اور ہم سب کو مار ڈالے گا۔ اس لئے تم مہربانی کرکے





یہاں سے چلے جاؤ۔" لیکن مچھر ٹس سے مَس نہ ہوا۔ وہ کھٹمل کے پاؤں پر گر گیا۔

"مہربانی کیجئے"، اس نے درخواست کی۔ "خدا کے واسطے مجھے رات کے کھانے تک رُکنے کی اجازت دے دو۔ میں بادشاہ کے خون کا ذائقہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

کھٹمل کا دل پسیج گیا۔ "بیشک بادشاہ سلامت کا خون نہایت عمدہ ہے"، اس نے کہا۔ "میں تمہیں رات کے کھانے تک یہاں رہنے کی اجازت دیتی ہوں۔ لیکن ایک ہی بار۔"

مچھر بہت خوش ہوا۔ "لیکن یاد رہے"، کھٹمل نے ذرا سختی سے کہا "تمہیں کھانے کے لئے صحیح وقت اور صحیح جگہ کا خیال رکھنا ہوگا۔" مچھر نے کہا۔





"ٹھیک وقت اور مناسب جگہ کے بارے میں آپ ہی بتادیں۔"

کھٹمل نے جواب دیا۔" ٹھیک وقت وہ ہے جب بادشاہ سلامت کھانا کھاچکیں اور ساری شراب ختم کرچکیں کیوں کہ اس کے بعد وہ گھوڑے بیچ کر سو جاتے ہیں۔"

"بہت اچھا۔" مچھر نے کہا۔

"اور ٹھیک جگہ۔" مچھر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔" بادشاہ کا پاؤں ہے۔ جب بادشاہ گہری نیند سوجائے تو تم ان کے پاؤں پر کاٹ لینا۔ انہیں کچھ خبر نہ ہوگی۔"

"بہت اچھا۔" مچھر نے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔" میں اس کا پورا خیال رکھوں گا۔"

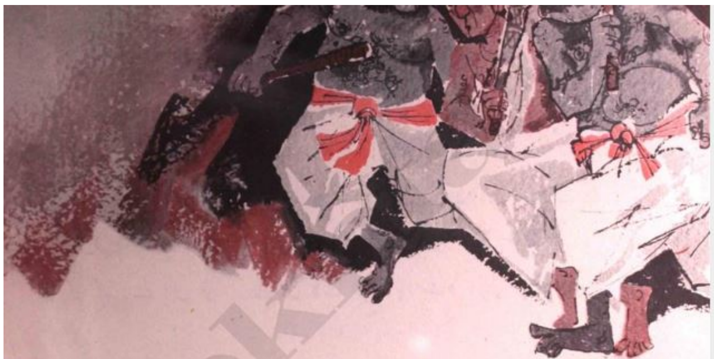
اس کے بعد کھٹمل اپنے گھر واپس چلی گئی۔



مچھر وہاں بیٹھ کر بادشاہ کا انتظار کرنے لگا۔ جونہی بادشاہ بستر پر لیٹا مچھر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ "آہا۔" اس نے جھوم کر کہا۔ "آج بادشاہ کا خون رات کے کھانے میں ملے گا۔ یہ تو شہد ہوگا شہد۔"

مچھر نے کھٹمل کی بات بھلادی۔ اسے ٹھیک وقت اور ٹھیک جگہ والی نصیحت کا خیال ہی نہ رہا۔ بادشاہ ابھی پوری طرح سو بھی نہ پایا تھا کہ مچھر نے اس کی گردن میں کاٹ لیا۔ بادشاہ اچھل پڑا۔ وہ بہت



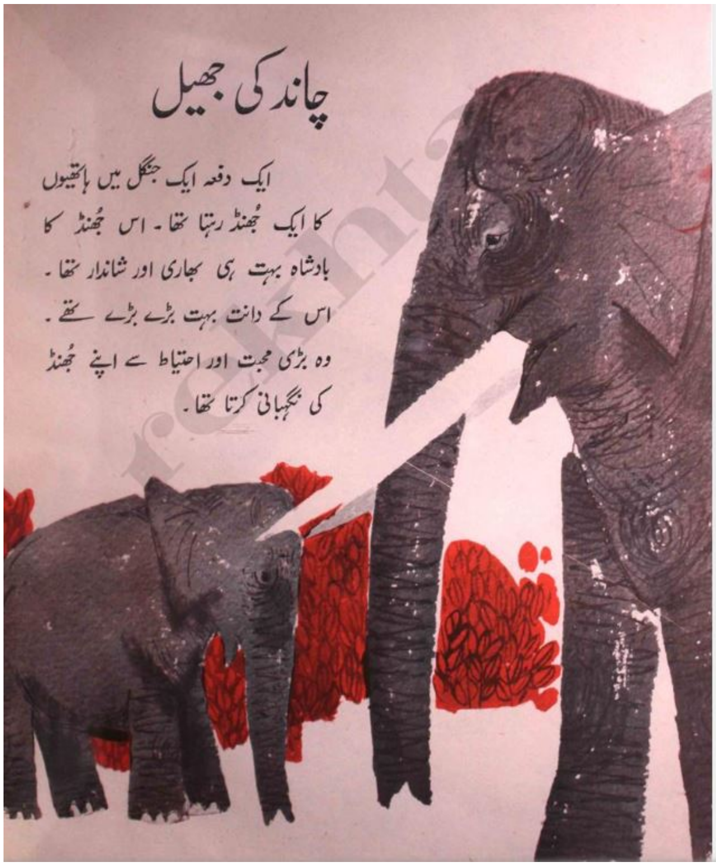


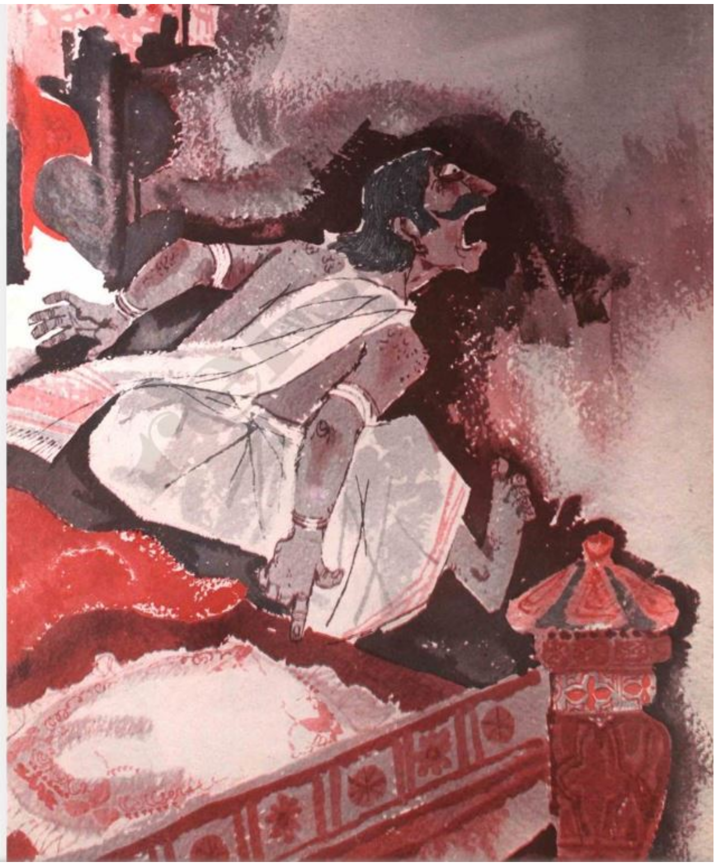
غصے میں تھا۔ اس نے نوکروں کو آواز دی۔ "تم سبھی اِدھر آؤ۔" وہ گرجا مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا ہے۔ ساری پلنگ کو چھان مارو۔ جو چیز ہاتھ آجائے اسے مار ڈالو۔"

بادشاہ کے ملازموں نے سارا پلنگ چھان مارا۔ مچھر تو اُڑ ہی گیا تھا۔ کھٹمل اور اس کا سارا خاندان ان کے ہاتھ لگ گیا۔ انہوں نے کھٹمل اس کے بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں سب کو مار ڈالا۔ ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔

چاند کی جھیل

ایک دفعہ ایک جنگل میں ہاتھیوں کا ایک جُھنڈ رہتا تھا۔ اس جُھنڈ کا بادشاہ بہت ہی بھاری اور شاندار تھا۔ اس کے دانت بہت بڑے بڑے تھے۔ وہ بڑی محبت اور احتیاط سے اپنے جُھنڈ کی نگہبانی کرتا تھا۔





ایک بار جنگل میں سوکھا پڑگیا۔ کیوں کہ چند برسوں سے وہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ وہاں کے سارے تالاب اور دریا سوکھ گئے تھے۔

سب ہی جانور اور پرندے پیاس سے مرنے لگے۔ بہت سارے تو پانی کی تلاش میں اس جنگل کو چھوڑ کر ہی چلے گئے۔ جنگلی ہاتھیوں کو بھی پانی کی قلّت کا شکار ہونا پڑا۔ ہاتھیوں کے بادشاہ نے محسوس کیا کہ اگر ان کو جلد ہی پانی نہ ملا تو اس کے بہت سے ہاتھی مرجائیں گے۔ چنانچہ اسے جلد سے جلد پانی تلاش کرنا تھا۔ اس نے کچھ ہوشیار



ہاتھیوں کو بلایا اور ان کو پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھیج دیا۔

جلد ہی ایک گروہ واپس لوٹ آیا۔ انہوں نے بتایا کہ کچھ فاصلہ پر ایک جنگل ہے اور اس جنگل میں ایک بہت بڑی جھیل ہے جو پانی سے بھری ہوئی ہے۔

یہ سُن کر بادشاہ خوش ہوا۔ اس نے سبھی ہاتھیوں کو بُلا کر وہاں جانے کا حکم دیا۔

جنگل کے بیچوں بیچ ایک بہت بڑی اور خوبصورت جھیل بنی ہوئی تھی. جھیل کے کنارے پر بہت سے خرگوش رہتے تھے۔ ہاتھیوں کو خرگوشوں کی اس آبادی سے گزرنا تھا۔ جیسے ہی وہ وہاں سے گزرے ہزاروں خرگوش مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے۔

خرگوش بہت پریشان ہوئے۔ ان کے بادشاہ نے ایک جلسہ بلایا اور کہا۔ "ہاتھیوں کا ایک جُھنڈ ہماری آبادی میں سے گزرا ہے۔ انہوں نے



ہمارے ہزاروں ساتھی مار ڈالے ہیں یا زخمی کر ڈالے ہیں۔ ہمیں فوراً کوئی ایسی ترکیب کرنی چاہیئے کہ ہمارے کسی اور ساتھی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ میں چاہتا ہوں تم سب سوچ کر بتاؤ کہ اپنی نسل کو بچانے کے لئے کیا کیا جائے؟"

سبھی خرگوش سوچنے لگے۔ مگر کسی کے سمجھ میں نہیں آیا کہ ہاتھیوں کو کس طرح روکا جائے کہ وہ دوبارہ اِدھر سے نہ گزریں۔

ان میں چھوٹا سا خرگوش تھا جو بڑا تیز اور سمجھ دار تھا۔ اس نے کھڑے ہوکر کہا۔" عالم پناہ اگر آپ مجھے ایلچی بناکر ہاتھیوں کے بادشاہ کے پاس بھیجیں تو میں سب کی سلامتی کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کروں گا۔"





"بہت اچھا"، بادشاہ نے کہا۔
"ضرور جاؤ ۔ میرے ایلچی بن کر جاؤ۔
اور اگر کچھ کرسکتے ہو تو کرو۔"

ننھا خرگوش ہاتھیوں کے بادشاہ
سے ملنے کے لئے گھر سے نکل پڑا ۔
اس نے دیکھا کہ بادشاہ بڑے ہاتھیوں
سے گھرا ہوا ہے ۔ وہ بڑی آن بان سے
جھیل سے واپس آرہے تھے ۔

اس نے سوچا اگر ایسی حالت
میں بادشاہ کے پاس گیا تو ہاتھیوں کے
پاؤں سے کچل کر مارا جائے گا۔





ننھے خرگوش نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر یکایک ایک اونچی سی
چٹان پر چڑھ گیا۔

"اے ہاتھیوں کے بادشاہ"، اس نے زور سے چلاّ کر کہا۔ "مہربانی
کرکے میری بات سُن لے۔"

ہاتھی بادشاہ نے اس کی آواز سن لی ۔ اس نے ننھے خرگوش کی
طرف دیکھا ۔

"اچھا ۔ تم کون ہو؟" اس نے پوچھا۔

"میں ایک ایلچی ہوں۔" خرگوش نے جواب دیا۔

"ایلچی؟ کس کا ایلچی؟" ہاتھی بادشاہ نے پوچھا۔



"میں چاند دیوتا کا ایلچی ہوں"
خرگوش نے جواب دیا۔ "میں عظیم چاند کی خدمت کرتا ہوں۔ چاند ہی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

"بہت خوب!" بادشاہ نے کہا۔
"تم کس لئے آئے ہو؟ کیا چاند نے میرے لئے کوئی پیغام بھیجا ہے؟"

"جی ہاں عالم پناہ" خرگوش نے جواب دیا۔ "لیکن آپ مجھ سے خفا نہ ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ایلچی کو پیغام پہنچانے پر سزا نہیں دی جاتی ہے۔ پیغام پہنچانا تو اس کا فرض ہے۔"

"بہت خوب" ہاتھی بادشاہ نے دوبارہ کہا۔ "تمہیں جو کچھ کہنا ہے کہہ ڈالو۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔"



"حضور" ننھے خرگوش نے کہنا شروع کیا۔ "چاند نے مجھے یہ بات آپ سے کہنے کے لئے بھیجا ہے۔"

"تم ہاتھیوں کے بادشاہ ہو۔ تم اپنے ہاتھیوں کا جھنڈ میری مقدس جھیل پر لائے اور اس کے پاکیزہ پانی کو خراب کردیا۔ تم نے ہزاروں خرگوشوں کو روند کر مار ڈالا۔

"تم خوب جانتے ہو کہ خرگوش میری حفاظت میں ہیں اور ہر خرگوش جانتا ہے کہ خرگوش بادشاہ میرے ساتھ رہتا ہے۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ آئندہ کسی خرگوش کو نہ مارنا۔ ورنہ تم پر اور تمہارے جھنڈ پر کوئی نہ کوئی مصیبت آئے گی۔"

ہاتھی بادشاہ کے دل میں ڈر بیٹھ گیا۔ اس نے خرگوش کو غور سے دیکھا۔

"شاید سچ ہو" اس نے کہا۔ "آتے وقت بہت سے خرگوش مارے گئے ہوں گے۔ لیکن میں اس کا خیال رکھوں گا کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔ میں چاند سے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتا ہوں۔ مجھے بتاؤ کہ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟"

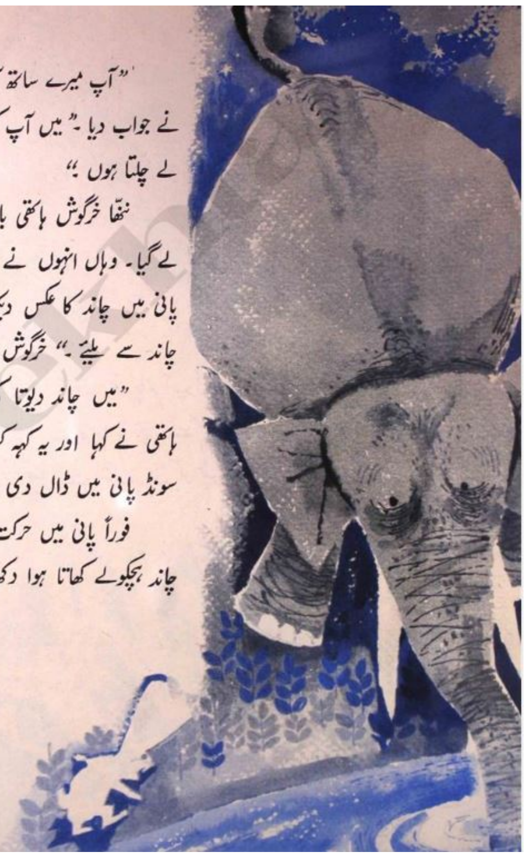


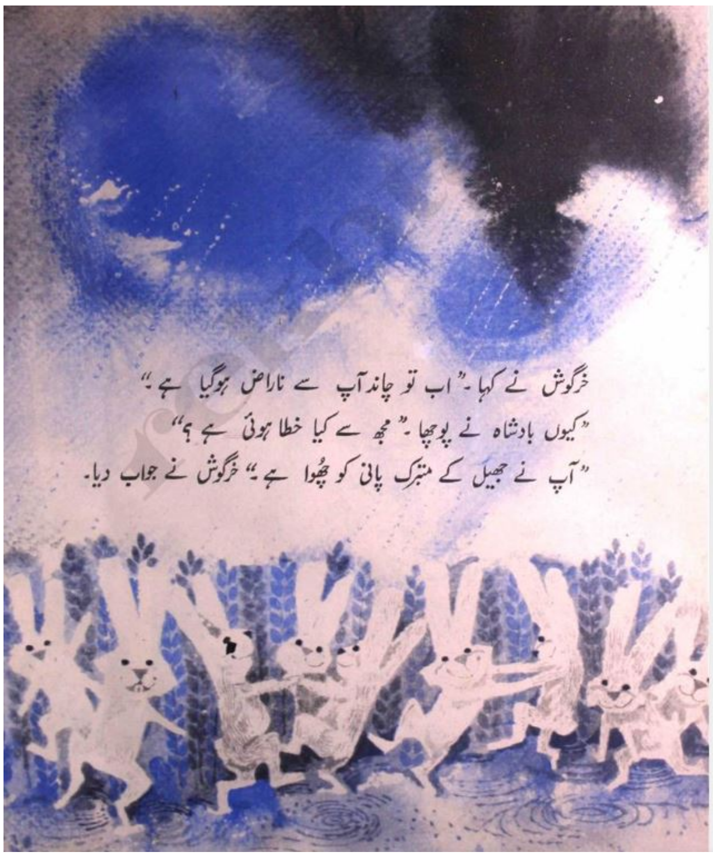
"آپ میرے ساتھ آیئے۔" خرگوش نے جواب دیا۔ "میں آپ کو چاند کے پاس لے چلتا ہوں۔"

ننھا خرگوش ہاتھی بادشاہ کو جھیل پر لے گیا۔ وہاں انہوں نے ٹھہرے ہوئے پانی میں چاند کا عکس دیکھا۔ "لیجیے۔ چاند سے ملیئے۔" خرگوش نے کہا۔

"میں چاند دیوتا کی پوجا کروں گا۔" ہاتھی نے کہا اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سونڈ پانی میں ڈال دی۔

فوراً پانی میں حرکت پیدا ہوئی اور چاند ہچکولے کھاتا ہوا دکھائی دیا۔





خرگوش نے کہا۔ "اب تو چاند آپ سے ناراض ہوگیا ہے۔"

"کیوں" بادشاہ نے پوچھا۔ "مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے؟"

"آپ نے جھیل کے متبرک پانی کو چھُوا ہے۔" خرگوش نے جواب دیا۔





ہاتھی نے سر جھکالیا اور کہنے لگا۔

"میری خطا معاف۔ اے خرگوش! مہربانی کرکے چاند سے کہو وہ مجھے معاف کردے۔ آئندہ کوئی بھی ہاتھی جھیل کے متبرک پانی کو نہیں چھوئے گا۔ آئندہ کوئی بھی ہاتھی چاند کے پیارے پیارے خرگوشوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

اس کے بعد ہاتھی بادشاہ اور اس کے ہاتھیوں کا جھنڈ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ کچھ ہی دیر بعد بارش ہوگئی۔ سبھی ہاتھی خوشی خوشی رہنے لگے۔ انہیں کبھی خیال نہ آیا کہ ایک ننھے خرگوش نے انہیں بدھو بنایا ہے۔

